کلام عبدالعزیز خالد میں سادگی کا عنصر

ڈاکٹر محمد نواز کنول

Dr. Muhammad Nawaz Kanval

Abstract:

Abdul Aziz Khalid has tried his hand on various subjects. He weaves the words of different languages in his works very adroitly. In this article his simple poetry has been analysed. Though he is known as a difficult poet but his simplicity cannot be overlooked. Plenteous examples of his simplicity can easily be found in his works the reading of which can introduce a reades to his art and thought very Conveniently.

نابغۂ روزگار عبدالعزیز خالد کثیرالموضوعات شاعر ہیں۔ کئی زبانوں کے ماہر عبدالعزیز خالد اس حوالے سے بھی منفرد مقام کے حامل ہیں کہ وہ اپنی شاعری میں مختلف زبانوں کے الفاظ انتہائی مہارت سے برتنے کا گُر خوب جانتے ہیں۔

ان کی علمیت قارئین کے لیے تجسس اور جہانِ معنی سے آشنا ہونے کا اک پیام بھی ہے۔ عبدالعزیز خالد مینارۂ علم و عرفان ہیں۔ وہ ایک ممتاز حیثیت کے حامل شاعر ہیں جو حال و مستقبل کے شعرا کے لیے نئی جہات لیے ہوئے ہیں۔ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان کی نظر ماضی حال اور مستقبل پر ہے۔ عبدالعزیز خالد اور ان کی شاعری کے بارے میں یہ خیال عام ہے کہ وہ مشکل پسند ہیں اور ان کی شاعری میں ایسی کوئی بھی خوبی نہیں ہے جو ان کو سادہ گو شاعر کے طور پر سامنے لا سکے۔

یہ بات میرے نزدیک درست نہیں ہے ان کے کلام میں مختلف زبانوں کے الفاظ کا استعمال دراصل ان کے کثرتِ مطالعہ اور وسعتِ علم کے باعث ہے۔ ان کی شاعری کے مطالعے سے جہاں قلب و ذہن نئے الفاظ و معانی سے سیراب ہوتے ہیں وہیں ہم مشکل اور آسان دونوں پہلوؤں کو ایک سنگم پر بھی دیکھتے ہیں۔ اس انفرادی حیثیت سے دیکھیں تو پھر مشکل پسندی کا شکوہ، شکوہ نہیں بلکہ اعترافِ فنِ عبدالعزیز خالد بن جاتا ہے۔

☆صدر شعبہ اردو گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجوایٹ کالج سانگلہ ہل

عبدالعزیز خالد آسان زبان اور آسان اسلوب اختیار کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان پر صرف مشکل پسندی کی ایک چھاپ لگا دینا اور ان کی سلاست سے بھرپور عام فہم اور سادہ شاعری کو بھی بالائے طاق رکھ دینا ان کی فنی عظمت کے اعتراف سے سراسر انحراف ہے۔

اُن کی نظموں اور غزلوں کے مجموعوں زنجیرِ رمِ آہُو، کلکِ موج، کفِ دریا، حدیث خواب، دشتِ شام اور سرابِ ساحل میں سادگی کا عنصر بکثرت موجود ہے ملاحظہ فرمائیے:

حال کس سے بیاں کریں دل کا
کوئی دم ساز ہی نہیں ملتا (۱)

یادیں عزیز ہیں مگر آرام جاں کہاں
تیرے بغیر واقعی جینا وبال ہے (۲)

گا نری خوبصورتی کے نہ گیت
ہر صدف میں گہر نہیں ہوتا (۳)

خالد محبت کے بارے کچھ یوں کہتے ہیں:

محبت تم سے کی میں نے تمہارے بے وفا ہوتے
اگر تم باوفا ہوتے تو میں نے کیا کیا ہوتا (۴)

محبت کعبہ ڈھا کر بت کدہ تعمیر کرتی ہے
نہ جنت کا اسے لالچ، نہ خوف اس کو جہنم کا (۵)

خودداری کے حوالے سے یہ شعر دیکھئے:

نہ خواہش مال و دولت کی، نہ لالچ جاہ و منصب کا
خدا کو چاہنے والا بہت خوددار ہوتا ہے (۶)

خالد کے ہاں احترام عشق کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے:

نہ ہوتا احترام حُسنِ خوباں
تو گُل کو شاخ سے میں توڑ لیتا (۷)

حسن کو چاہو مگر آتش پرستوں کی طرح
آگ کو کرتے ہیں سجدہ اس کے عاشق دُور سے (۸)

بیانِ حُسن وعشق کا اک اور انداز ملاحظہ کیجئے:

لکھیں نہ کیوں قصیدے حسینوں کے حسن کے
تاکید ہے ادائے حقوق العباد کی (۹)

درج ذیل اشعار میں سادہ گوئی کا انداز کچھ یوں ہے:

حسن مغرور بھی ہے مائل بھی
عشق سردار بھی ہے سائل بھی (۱۰)

خالد نہ زاہد خشک ہیں اور نہ تارکِ دنیا، ان کو حُسن سے محبت ہے۔

زاہد خشک نہیں ، تارکِ دنیا بھی نہیں
حُسن سے ہم کو محبت ہے کہ اللہ ، جمیل (۱۱)

قرۃ العین سیالاں ہو کہ بنتِ گجرات
عشق سے حُسن بتاں شہرۂ آفاق ہُوا (۱۲)

عبدالعزیز خالد حسن و نغمہ کو مَے اور شعر کو مناجات سادہ اور دل نشیں انداز میں یوں قرار دیتے ہیں:

حُسن و نغمہ مری مَے ، شعر مناجات مری
مجھے قرآن سناتی ہے نسیمِ سحری (۱۳)

عبدالعزیز خالد کے ہاں رعنائی بہار کا مضمون ملاحظہ کیجیے:

نشاطِ نغمہ بھی ہے مستیٔ خُمار بھی ہے
تیرے جمال میں رعنائی بہار بھی ہے (۱۴)

ذکرِ عظمتِ انسانی خالد کی غزل کی خاص خوبی ہے۔

اس جہاں میں ہے فقط انساں عزیز و محترم
جس کی خاطر یہ زمین و آسماں پیدا ہوئے (۱۵)

فلسفہ زندگی کے حوالے سے خالد کہتے ہیں:

کٹھ پُتلیوں کے کھیل کو کہتے ہیں زندگی
نادیدہ طاقتوں کا کھلونا ہے آدمی (۱۶)

بدن سے رُوح نکلتی ہے اس طرح جیسے
پرندہ شاخِ شجر سے اچانک اُڑ جائے (۱۷)

نشوونمائے فکر کے حوالے سے عبدالعزیز خالد لکھتے ہیں:

خونِ جگر سے ہوتی ہے نشوونمائے فکر
سب لذتیں نثار محبت کے درد پر (۱۸)

عبدالعزیز خالد سعی پیہم اور زندگی کے حوالے سے کہتے ہیں۔

سعی پیہم سے ہے وابستہ حصول دانش
وقت کی دولتِ نایاب کو بردیار نہ کر (۱۹)

زندگی کتنی حسیں ہے اور کتنی بے ثبات
ہیں رواں دوشِ ہَوا پر رنگ و بُو کے قافلے (۲۰)

عبدالعزیز خالد کے ہاں دل اور دل سے وابستہ معاملات موضوعاتی تنوع کے ساتھ بکثرت غزلیات میں دکھائی دیتے ہیں:

گرچہ چراغِ منبر و محراب بجھ گئے
ہوتا ہے پھر بھی دل میں چراغاں کبھی کبھی (۲۱)

جان دیتا ہوں مگر نام سے آگاہ نہیں
درد کو میں نے کلیجے سے لگا کر رکھا (۲۲)

اے شیشہ گرو! ہے کوئی پیوند کی صورت
ٹوٹا ہے وہ آئینہ کہ جو قبلہ نما ہے (۲۳)

تقاضائے دل وجاں کا کہیں درماں نہیں ملتا
دیارِ درد میں تسکین کا ساماں نہیں ملتا (۲۴)

خالد کی سہل گوئی پر مشتمل درج ذیل اشعار درج اشعار مقصدیت سے بھرپور ہیں ملاحظہ کیجئے:

عام لوگوں کی نظر سطح پر پڑتی ہے فقط
تو کسی شخص کے آوازۂ شہرت پہ نہ جا (۲۵)

کب تک آوارگی و رسوائی
خود کو پہچان ، اپنے آپ سے مل (۲۶)

ترسا کرے گا عمر بھر آسودگی کو وہ
انصاف کو جو جنسِ تجارت بنائے گا (۲۷)

سامنے آئے جو دنیا تو اسے ٹھکرا دے
نفس امّارہ سے لڑنا ہے جہاد اکبر (۲۸)

عبدالعزیز خالد فروغ کلام کے سلسلے میں کس قدر سادگی سے استفہامیہ انداز میں کہتے ہیں:

یہ بات حُسنِ شناسانِ شعر سے پوچھو
کہ راز کیا ہے فروغِ کلامِ خالد کا؟ (۲۹)

عبدالعزیز خالد کی غزل سہل آفریں اور دل کش انداز کی حامل ہے انہوں نے زنجیرِ رم آہُو

،کلکِ موج، حدیثِ خواب، دشتِ شام اور سرابِ ساحل غزلوں کے مجموعوں میں اپنی سادہ گوئی کے لافانی ثبوت پیش کیے ہیں۔

عبدالعزیز خالد کی مشکل گوئی کے بعد آسان شاعری کے حوالے سے خالد بزمی رقم طراز ہیں:

''عبدالعزیز خالد کی مشکل گوئی کا اندازہ کرنے کے بعد آپ کو یہ معلوم کر کے یقیناً مسرت ہوگی کہ گزشتہ دو تین برس سے مختلف اخبارات و رسائل میں خالد کے قلم سے جو منظومات منظرِ عام پر آئی ہیں ان کا بیشتر حصہ مشکل پسندی کے الزام سے پاک ہے''(۳۰)

عبدالعزیز خالد مختصر اور آسان نظم نگاری میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ مختصر نظم ملاحظہ کیجیے:

اس انتظار میں
کہ خواب میں
تم آؤ گی
میں ساری رات جاگتا رہا(۳۱)

عبدالعزیز خالد کی رباعیات وقطعات میں بھی سادگی کے عناصر بکثرت موجود ہیں۔

ہے درد ہی سر چشمہ احساس و خیال
بے درد کو حاصل نہ ہو عرفان جمال
فیضان کی جاری رہے بارش جب تک
دل درد کی دولت سے رہے مالا مال (۳۲)

درج ذیل قطعہ سہلِ ممتنع کی عمدہ مثال ہے:

ٹمٹماتا ہے دیا   سایہ سایہ ہے گھر
تیل بھی گھر میں نہیں   نا کوئی بندہ بشر
تیرگی کا راج ہے   کچھ نہیں آتا نظر
میں نہیں کہتی کہ جا   میں نہیں کہتی ٹھہر!(۳۳)

استاذ الاساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ نے عبدالعزیز خالد کی انفرادیت کو دو امتیازی اوصاف سے عبارت کیا:

''اول یہ کہ انھوں نے شاعری کو ایک نیا اسلوب دیا ہے، ایک نئی زبان عطا کی ہے۔''(۳۴)

حمد اور نعت کے ساتھ عبدالعزیز خالد کی طبیعت کو ایک فطری نسبت تھی۔ انھوں نے حمد اور نعت میں روایت سے ہٹ کر نئے نئے الفاظ کا استعمال کیا۔ نئی نئی زمینوں کا انتخاب کیا۔ ان کے اشعار کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ وہ سراپا عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب چکے تھے۔ درج ذیل نعتیہ اشعار ان کی سادگی پر دال ہیں۔

تیری ذات فخر نبی نوعِ انساں
تو صلِّ علیٰ ، خیر خلق خدا ہے (۳۵)

کس میں طاقت جو کرے تیری ثنا!
یا رسول اللہؐ یا خیرالوریٰ
انبیاء قندیلیں تُو مہر مُنیر
انتہا ان کی ہے تیری ابتدا (۳۶)

بزم امکاں میں اللہ اکبر!
تجھ سا انساں نہ تجھ سا پیمبر (۳۷)

غریب درد مند سوختہ جاں یارسول اللہؐ
میں خالد ہوں ترا ادنیٰ ثناخواں یارسول اللہؐ (۳۸)

عصر حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ عبدالعزیز خالد کی شاعری کے اس بڑے حصے کو جو سادہ گوئی پر مشتمل ہے کو سمجھا جائے تا کہ عبدالعزیز خالد ایک سہل گو، شاعر کی حیثیت سے بھی متعارف ہو سکے۔ عبدالعزیز خالد کو بھی یقین ہے کہ مستقبل میں ان کی شاعری سے اہل زمانہ ضرور استفادہ کریں گے وہ اپنے مستقبل سے پر امید ہو کر کہتے ہیں:

آج جو ابلہ سمجھ کر مجھے ٹھکراتی ہے
کل یہ دُنیا مرے دروازے پہ دستک دے گی (۳۹)

حوالہ جات

۱۔ عبدالعزیز خالد، کفِ دریا، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ۱۹۶۵ء، ص ۱۶
۲۔ عبدالعزیز خالد، کلکِ موج، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ۱۹۶۳ء، ص ۵۳
۳۔ کفِ دریا، ص ۱۸
۴۔ ایضاً، ص ۲۹
۵۔ ایضاً، ص ۳۲
۶۔ ایضاً، ص ۴۶
۷۔ ایضاً، ص ۵۰
۸۔ ایضاً، ص ۸۸
۹۔ ایضاً، ص ۱۰۷
۱۰۔ عبدالعزیز خالد، زنجیرِ رم آہو، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ۱۹۶۰ء، ص ۲۴۰
۱۱۔ کفِ دریا، ص ۱۷۳
۱۲۔ عبدالعزیز خالد، دشتِ شام، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۶۵ء، ص ۱۱۸
۱۳۔ کفِ دریا، ص ۱۹۷
۱۴۔ زنجیرِ رمِ آہو، ص ۲۲۶
۱۵۔ کفِ دریا، ص ۸۹
۱۶۔ ایضاً، ص ۱۰۷
۱۷۔ دشتِ شام، ص ۶۷
۱۸۔ کفِ دریا، ص ۱۳۱
۱۹۔ ایضاً، ص ۱۹۵
۲۰۔ عبدالعزیز خالد، سرابِ ساحل، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۷ء، ص ۶۱
۲۱۔ زنجیرِ رمِ آہو، ص ۲۳۹
۲۲۔ دشتِ شام، ص ۱۱۷
۲۳۔ عبدالعزیز خالد، حدیثِ خواب، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۷۴ء، ص ۱۸۹
۲۴۔ زنجیرِ رمِ آہو، ص ۲۳۰
۲۵۔ دشتِ شام، ص ۱۲۱